جرمن تراجم قرآنی پرایک نظر (۱)

مرادولفریڈ ہیوفمین/ترجمہ: رضوان احمد فلاحی

معروف نومسلم دانشور مرادولفریڈ ہوفمین کے ایک مقالہ کا ترجمہ پیش کیا جارہا ہے جو اسلام آباد (پاکستان) سے شائع ہونے والے سہ ماہی جرنل Islamic Studies کے سن ۲۰۰۲ء کے موسم بہار کے شمارہ اول میں German Translations for the Holy Qur'an کے عنوان کے تحت شائع ہوا ہے۔ مقالہ میں جرمن زبان میں ہونے والے قرآنی تراجم کے جائزہ کے ضمن میں قیمتی معلومات فراہم کی گئی ہیں۔ یہ بات ذہن میں رہنی چاہیے کہ مضمون یورپ کے پس منظر میں تحریر کیا گیا ہے۔ اس اعتبار سے بعض حصے اُردوداں قارئین کے لیے غیر اہم ہوسکتے ہیں لیکن مضمون مربوط رکھنے کے لیے ان کا ترجمہ ناگزیر تھا۔ مقالہ نگار کے تحریر کردہ حواشی میں سے غیر اہم حواشی حذف کردیے گئے ہیں۔ دو توضیحی حواشی کا اضافہ مترجم کی جانب سے ہے۔ —— رضوان

ماضی: اسلام کے مقدس صحیفہ سے اہل جرمنی کی دلچسپی کا آغاز اسی وقت سے ہوگیا تھا جب ۱۱۴۳ء میں قرآن مجید کا اولین ترجمہ لاطینی زبان میں اسپین کے شہر طیطلہ میں کیا گیا تھا، کیونکہ اس کے دو مترجمین میں سے ایک، ہرمانوس دلماتا Hermannus Dalmata جرمن تھا۔ ترجمہ فرانس میں کلونی Cluny کے کلیسا کے اسقف عزت مآب پیٹر Peter the Venerable کی زیرنگرانی انجام پاتا تھا۔

لیکن اس اولین لاطینی ترجمہ کی اشاعت ترجمہ ہوجانے کے پورے چار سو سال کے بعد عمل میں آئی۔ اس کا سہرا معروف جرمن مصلح مارٹن لوتھر Martin Luther (۱۴۸۳ء-۱۵۴۶ء) کے سر جاتا ہے جس نے اسے ۱۵۴۳ء میں سوئٹزرلینڈ کے شہر باسل میں تھیوڈور ببلیانڈر Theodor Bibliander کی معرفت طبع کروایا تھا۔ اس تاریخی ایڈیشن کا ایک نسخہ منامہ (بحرین) میں قائم بیت القرآن میں دیکھا جاسکتا ہے۔ اسے اس طرح طبع کیا گیا ہے کہ ترجمہ کا متن قرآن کی تردید میں لکھی گئی تحریروں پر مشتمل ہے۔ اس میں معروف لوتھیرین اس کا ۴/۵ حصہ اسلام کی تردید میں لکھی گئی اضافی تحریروں پر مشتمل ہے۔ اس میں معروف لوتھیرین ہیومنسٹ اسکالر فلپ میلنختھان Philp Melanchthon (۱۴۹۷ء-۱۵۶۰ء) کی اسلام کی تردید میں لکھی گئی تحریریں اور صلیبیوں کی گھڑی ہوئی مسلمانوں کی دل آزار تاریخ شامل ہے۔ لوتھر کے لیے اس کی طباعت کی وکالت کرنا خطرہ سے خالی نہ تھا۔ کیونکہ کسی معاندانہ اور مناظرانہ تشریح کے بغیر قرآنی ترجمہ کی اشاعت بہرحال بہت بڑے خطرہ کو دعوت دینے کے مترادف تھا۔ امر باعث تعجب بھی نہیں۔ کیوں کہ ۱۵۴۳ء میں ترجمۂ قرآن کی اشاعت کا محرک اسلام سے ہمدردی نہیں تھی۔ بلکہ مقصد یہ تھا کہ مرکزی یورپ کے میدانِ حرب میں اسلام کے خلاف لڑی جانے والی جنگ میں اسے خود

اسلام کے خلاف بطور ہتھیار استعمال کیا جا سکے(۲) حالانکہ اس وقت مارٹن لوتھر کا اولین حریف اسلام نہیں، پوپ تھا۔ وہ ویانا پر عثمانیوں کی چڑھائی کو، روم میں برتی جانے والی غیر خدائی ''پاپائیت'' کی پاداش میں عذاب الٰہی تصور کرتا تھا۔

اس ترجمۂ قرآن کی اولین طباعت علمی اعتبار سے یوں تاریخ ساز رہی کہ اس نے آئندہ تراجم کے لیے بنیادی متن کا کام دیا۔ اس کی بنیاد پر آندرے اریوابین Andrea Arrivabene نے اطالوی زبان میں (وینس سے ۱۵۴۷ء میں) اور سالومن شویگر Salomon Schweigger نے جرمن زبان میں (نورمبرگ سے ۱۶۱۶ء میں) اپنے کیے ہوئے ترجمے شائع کیے۔ لیکن ان کوششوں کا الٹا اثر برآمد ہوا۔ بجائے اس کے کہ اس سے صلیبی جنگوں کو جواز اور تحریک ملتی، اللہ کے کلام کو یورپ میں پھیلنے کا موقع مل گیا۔

کلام اللہ کے باب میں جرمنی کو ایک بار پھر تاریخی موقع اس وقت نصیب ہوا جب ہیمبرگ میں ۱۶۴۹ء میں قرآنی متن کی طباعت عمل میں آئی۔ باور کیا جاتا ہے کہ قرآنی متن کی طباعت سب سے پہلے وینس میں ۱۵۳۰ء میں عمل میں آئی تھی، لیکن مطبوعہ نسخوں کی تقسیم کبھی عمل میں نہیں آئی۔ اس طرح ۱۶۴۹ء میں شائع شدہ قرآن کریم دنیا کا قدیم ترین مطبوعہ قرآنی نسخہ قرار پاتا ہے۔

قرآن کا ایک اور نسخہ معروف جرمن مستشرق گستاف فلوجل Gustav Flugel نے مرتب کر کے ۱۸۳۴ء میں [جرمن شہر] لیپزیگ Leipzig سے شائع کیا، یہ بھی ایک تاریخی واقعہ تھا۔ لیکن اس نے آیتوں کی جو ترقیم کی ہے وہ قاہرہ میں طبع شدہ قرآنی نسخوں کے معیاری انداز ترقیم سے میل نہیں کھاتی ہے۔ آج بھی جہاں کہیں انیسویں صدی کے آغاز میں کیے گئے ترجموں سے، جن میں فلوجل کے انداز ترقیم کی پیروی کی گئی ہے، آیتوں کا حوالہ دیا جاتا ہے تو اس سے بسا اوقات الجھن پیدا ہو جاتا ہے۔

جرمنی میں قرآن کی جانب عوامی توجہ ایک بار پھر سترہویں صدی میں اس وقت بڑھی جب جرمن ایمپائر کو عثمانیوں کے پے بہ پے حملوں کے مقابلہ میں اپنی مدافعت درپیش تھی۔ ترک گھڑسواروں کے دستے آسٹریا کے دارالحکومت ویانا عبور کر کے جرمن علاقہ باواریا میں بار بار گھس جاتے تھے۔ ویانا پہلے ۱۵۲۹ء میں اور پھر ۱۶۸۳ء میں ترکوں کے محاصرے میں آچکا تھا۔ اس وقت جرمن عوام سمجھتے تھے کہ اسلام ترکی مذہب ہے اور قرآن ترکوں کی بائبل۔

لہٰذا قرآن کے بارے میں اہل جرمنی کا تجسس رفع کرنے کے لیے سالومن شویگر کے بعد پہلا جرمن ترجمۂ قرآن یُوان لینگ Johann Lange (ہیمبرگ سے ۱۶۸۸ء میں شائع) کیا، جو اندرے دوریار Andre du Ryer کے معروف فرانسیسی ترجمہ (مطبوعہ پیرس ۱۶۴۷ء) پر مبنی تھا۔ اس کے بعد منظر عام پر آنے والے دیگر

جرمن قرآنی تراجم، مثلاً ڈیوڈ نیریٹر David Nerreter کا ترجمہ (مطبوعہ نورمبرگ ۱۷۰۳ء) اور تھیوڈور آرنلڈ Theodor Arnold کا ترجمہ (مطبوعہ لیمگو، ۱۷۴۶ء) بھی براہِ راست عربی سے نہیں، بلکہ (لوڈوویکو مراسیو Ludovico Marraccio کے ۱۶۹۸ء میں شائع کردہ) لاطینی ترجمہ کی بنیاد پر کیے گئے تھے۔

براہِ راست عربی سے کیا جانے والا پہلا جرمن ترجمہ ڈیوڈ فریڈرِخ میگرلائن David Friedrich Megerline کا ہے جو ۱۷۷۲ء میں فرینکفرٹ سے ''ترکوں کی بائبل۔ The Turkish Bible'' کے نام سے شائع ہوا تھا۔ اس کے مابعد ہی ایک دوسرا ترجمہ فریڈرِخ ایبرہارڈ بوائے سین Friedrich Eberhard Boysen کے قلم سے ہیل سے ۱۷۷۳ء میں شائع ہوا۔ معروف جرمن شاعر اور مفکر جوان وولف گینگ وون گوئٹے Johann Wolfgang Von goethe (۱۸۳۲ء۔ ۱۷۴۹ء) میگرلائن کے ترجمۂ قرآن سے اس قدر متاثر ہوا کہ وہ بڑے اشتیاق کے ساتھ جرمنی میں اسلامیات کا اولین طالب علم بن گیا۔ اس کا West-Ostlicher Divan دیوانِ مغرب ومشرق (مطبوعہ ۱۸۱۹ء) جس میں ایرانی شاعر حافظ (۱۳۹۰ء۔ ۱۳۲۵ء) سے مکالمہ ہے، قرآنی حوالوں سے بھرا ہوا ہے (۳)۔

انیسویں صدی میں جس جرمن ترجمۂ قرآن کا جرمنی میں غلغلہ رہا وہ ایک یہودی مذہبی عالم لیون الیمن Rabbi Leon Ullmann (مطبوعہ کریفیلڈ ۱۸۴۰ء) کے قلم سے تھا۔ ۱۹۹۸ء تک اس کی مکرر طباعت ہوتی رہی۔ اس کے بعد ایک دوسرے یہودی مذہبی عالم لزاروس گولڈ شمدٹ Rabbi Lazarus Goldschmidt نے قرآن کا ترجمہ کیا جو پہلی مرتبہ برلن سے ۱۹۲۰ء میں شائع ہوا اور ۱۹۹۳ء تک متواتر شائع ہوتا رہا۔ دونوں یہودی ترجمے ناقابل اعتبار اور الف سے ی تک معاندانہ ہیں۔ جرمنی کے علمی حلقوں میں اور جرمن بولنے والے مسلمانوں میں ان کی کوئی مقبولیت نہیں ہے۔

قرآن کے (ترجمہ کے) حوالہ سے جرمنی میں پایا جانے والا خلا اس وقت پر ہوا جب جرمن مستشرق اور شاعر فریڈرِخ روکرٹ Friedrich Ruckert (۱۸۶۶ء۔ ۱۷۸۸ء) نے ایک منظوم (لیکن نامکمل) ترجمۂ قرآن پیش کیا، جس میں اصل متن کے لسانی اسلوب سے قریب تر رہنے کی کوشش کی گئی ہے، لیکن ساتھ ساتھ کسی قدر ''شعری آزادیوں'' سے بھی استفادہ کیا گیا ہے۔ یہ ترجمہ بازار میں دستیاب ہے اور پروفیسر ہارٹموٹ بابزین Hartmut Bobzin نے اسے دوبارہ مرتب کر کے ۱۹۹۵ء میں شائع کیا ہے۔

حال: تقریباً سو سال سے مسلمانوں کے حلقوں میں مقبول چلا آنے والا جرمن ترجمۂ قرآن وہ ہے جو لیپزیگ سے ۱۹۰۱ء میں شائع ہوا تھا۔ اس پر مترجم کا نام میکس ہیننگ Max Henning درج ہے۔ یہ اس کا قلمی نام ہے۔ اصل نام غالباً آگسٹ مولر August Muller ہے۔ یہ مستشرق مشرقی پروشیا کونگسبرگ Konigsberg

(حال کالینی گراڈ (Kalinigrad) یونی ورسٹی میں پروفیسر تھا۔ ترجمہ کرتے وقت وہ خود بھی سوچ میں پڑ گیا ہوگا کہ جس اسلام کو وہ ساری زندگی ناقابل التفات اور از کار رفتہ سمجھتا رہا، یکا یک اس کی دلچسپی کس حد تک ''سیاسی اعتبار سے درست'' ہوگی۔

مقدمہ میں ہیننگ نے اسلام کے مستقبل کے تئیں شکوک کا اظہار کیا ہے اور اس کے اسرائیلیات پر مبنی حواشی سے یہ پتہ نہیں چلتا کہ اسلامی اصول و مبادی کا اسے کتنا پاس ولحاظ ہے۔ تاہم ترجمہ کو اس نے اس وقت کے اعتبار سے حتی الامکان قرآنی الفاظ کے معانی سے قریب تر اور ان ہی کی ترتیب کے مطابق رکھنے کی کوشش کی ہے۔ یہاں تک کہ اسے جب عربی اصل کا مکمل جرمن متبادل نہیں ملا تو اس نے ان مقامات پر جہاں قرآن کا ایجاز مجروح ہوتا ہو، صفاتی الفاظ کے توسط سے ناکافی جرمن الفاظ سازی سے گریز کیا ہے۔ چنانچہ قرآنی متن سے قریب تر رہنے کی خاطر، وسیع یا مبہم معانی رکھنے والی عربی اصطلاحات کا ترجمہ اس نے صیغۂ واحد میں کیا ہے۔ نیز، یکساں نوعیت کی تمام اصطلاحات کا ترجمہ، جہاں جہاں بھی وہ قرآن میں آئی ہیں، اس نے سیاق سے قطع نظر ایک ہی طرح کا کیا ہے۔

۱۹۶۰ء میں این میری شمل Annemarie Schimmel (۴) کی نظر ثانی، بعد ازاں ۱۹۶۸ء میں کرٹ رڈولف Kurt Rudolph کے تعارف کے ساتھ، اس ترجمہ کے اب تک بارہ ایڈیشن چھپ چکے ہیں اور اس کی مقبولیت، خود مسلمانوں میں بھی ہنوز برقرار ہے۔ (کیونکہ اس کا حجم چھوٹا ہے اور بہ آسانی قابل استفادہ ہے، میں ۱۹۹۲ء میں اپنے سفر حج میں اسے اپنے ساتھ لے گیا تھا)۔

اس ترجمہ پر تین سال سے زائد عرصہ تک (تصحیح کا) کام کرنے کے بعد میں نے استنبول (ترکی) اور میونخ (جرمنی) سے اسے دوبارہ شائع کروایا ہے۔ ایک ایڈیشن عربی متن کے بغیر صرف جرمن ترجمہ کا، دوسرا ہر صفحہ پر عربی متن کے بالمقابل جرمن ترجمہ کے ساتھ۔

تصحیح کے دوران میں نے آیتوں کی ترقیم درست کی اور زبان کو جدید قالب میں ڈھالا۔ قدیم انجیلی جرمن زبان کو اعلیٰ معاصر جرمن میں تبدیل کیا۔ ترجمہ اور حواشی دونوں کو ''اسلامیانے'' کے عمل سے گزارا۔ اس مقصد کے لیے میں نے انگلش، فرانسیسی اور ترکی زبانوں میں کیے گئے ۲۷ مختلف قرآنی تراجم سامنے رکھے اور بعض آیات کی جو تشریح ہیننگ نے کی ہے ان کی بابت یہ تحقیق کی کہ آیا اس کی تشریح کسی مسلمان اسکالر کی تشریح سے مطابقت رکھتی ہے۔ مطابقت کی شکل میں ہیننگ کی تشریح کو علی حالہ باقی رکھا ہے۔ عدم مطابقت کی صورت میں، میں نے تحقیق کی کہ آیا مسئلہ متعلق کی بابت کوئی اجماع ہے۔ اگر اجماع ہے تو اسی کو اختیار کیا۔ اجماع نہ ہونے کی شکل میں، حل کے لیے اصل عربی متن کی طرف رجوع کیا۔ کہیں کہیں محمد اسد کی بیان کردہ تشریحات بھی قبول کی ہیں، لیکن ہر جگہ نہیں۔

مزید برآں، ہیننگ کی مختصر تشریح کو جسے اکثر و بیشتر میں نے اسلامی تعلیمات کے علی الرغم پایا، (۷۴۴ حواشی پر مشتمل) ایک چھوٹی موٹی تفسیر میں بدل دیا ہے۔ نیز ایک اشاریہ بھی شامل کر دیا ہے، جس میں ایسی اصطلاحات بھی شامل ہیں، جو گو ان الفاظ میں قرآن میں مذکور تو نہیں، تاہم اس میں ان کا تذکرہ ضرور ملتا ہے، جیسے ''اسقاطِ حمل'' اور ''ہم جنس پرستی''۔

میکس ہیننگ کا ترجمہ، جرمنی میں بعد میں ہونے والے تراجم پر خاصا اثر انداز ہوا ہے۔ یہ بات خصوصیت سے جرمن احمدی (قادیانی) ترجمۂ قرآن کی بابت کہی جاسکتی ہے۔ اس کی بنیاد محمد علی کے انگلش ترجمۂ قرآن (مطبوعہ ۱۹۱۷ء) پر رکھی گئی ہے۔ پہلے پہل یہ ۱۹۳۹ء میں صدرالدین نامی ایک قادیانی مبلغ کے زیر اہتمام برلن سے شائع ہوا، بعد ازاں مرزا ناصر احمد کے توسط سے ۱۹۵۴ء سے شائع ہوتا چلا آرہا ہے۔ لسانی معیار بہتر ہونے کے باوجود اپنے منحرفانہ عقائد کی بدولت یہ ترجمہ ناقابل قبول ہے۔

''ہیننگ'' ایک لبنانی کیتھولک پادری، عادل تھیوڈور خوری کے ترجمۂ قرآن کا بھی روحانی مرشد ہے، جو جرمنی کی منسٹر Munster یونی ورسٹی میں استاد ہے۔ حیرت ناک حد تک یہ غیر جانب دار ترجمہ کئی جلدوں پر مشتمل سیٹ کے ضمن میں دستیاب ہے، جس میں تشریحی حواشی بھی شامل ہیں۔ علاوہ ازیں مختصراً ایک جلد میں بھی دستیاب ہے جس میں ساٹھ صفحے احادیث پر مشتمل ہیں جو بہرحال ایک مسلمان کے لیے ناقابل قبول ہے۔ کیونکہ رسول ﷺ کے الفاظ گو انتہائی قابل احترام ہیں، پھر بھی انہیں ربانی کلام سے الگ ہی رکھا جاتا ہے تاکہ کسی قسم کا اشتباہ نہ رہے۔

ہیننگ کے اثرات پہلے مسلم مترجم کے قلم سے نکلے جرمن ترجمۂ قرآن پر بھی واضح ہیں۔ یہ ترجمہ ایک مصری نژاد مسلمان، محمد احمد رسول نے ۱۹۸۶ء میں شائع کیا ہے۔ موصوف ڈسلڈورف اور کولون میں بطور امام کام کرتے رہے ہیں۔ ۲۰۰۰ء تک متن کے ساتھ اس ترجمہ کے نو ایڈیشن نکل چکے ہیں۔ متن ایک صفحہ پر اور ترجمہ مقابل صفحہ پر ہے۔

رسول نے اس بات کی پوری کوشش کی ہے کہ ترجمہ اصل عربی سے قریب تر رہے، یہاں تک کہ اس کی خاطر انھوں نے کہیں کہیں جرمن زبان وادب کے تقاضوں کو بھی نظر انداز کر دیا ہے۔ مثال کے طور پر ''ولکن'' کا ترجمہ جرمن میں ''Under aber'' کرنا، گراں گذرتا ہے، کیونکہ جرمن قواعد کی رو سے ''اور'' اور ''لیکن'' کا اجتماع جائز نہیں۔ ایک وقت میں صرف ایک ہی لفظ کا استعمال درست ہے۔ اسی طرح عربی کے برعکس، کسی جملہ کا لفظ ''اور'' سے شروع ہونا بھی جرمن لسانیاتی اصولوں کے خلاف ہے۔

ایک اور مثال لیجیے۔ عربی میں "الحاسدون إذا حسد" اور "إذا زلزلت الأرض زلزالها" کا اسلوب نہ صرف یہ کہ مقبول ہے، بلکہ زورِ بیان سے مملو ہے۔ لیکن جرمن میں اس کا لفظی ترجمہ بھونڈا سمجھا جائے گا۔ اس طرح کے تمام مقامات پر، رسول نے عربی زبان وادب کی خصوصیات ہی کو ترجیح دی ہے۔ رسول کا ترجمہ لفظی نہ ہونے کے

باوجود قرآنی الفاظ سے اتنا قریب تر ہے کہ جگہ جگہ اس کا اسلوب جرمن سماعت پر گراں گذرتا ہے۔

اس ترجمہ کے ساتھ تفسیر کی ضرورت عرصہ سے محسوس ہو رہی تھی اور اس کا عرصہ پہلے وعدہ بھی کیا گیا تھا۔ سردست رسول نے ۱۹۹۳ء میں اپنے ترجمہ کا ۱۲۵۹ صفحات پر مشتمل ایک اشاریہ "لـن تبـور" کے نام سے شائع کیا ہے جس کے سبب ترجمہ سے استفادہ مزید آسان ہو گیا ہے۔ "لـن تبـور" کے معنی ہیں کہ ''آپ کی تلاش بے سود نہیں ٹھیرے گی''۔ ۱۶۱۲ الفاظ واصطلاحات پر مبنی اس موضوعاتی اشاریہ میں ہر عنوان کے تحت متعلقہ تمام آیتیں پوری تفصیل سے درج کردی گئی ہیں۔ اس طرح کسی ایک موضوع سے متعلق تمام آیتیں بیک نظر سامنے آسکتی ہیں۔

خوری اور رسول، ہر دو کی کاوشوں کا منفی پہلو یہ ہے کہ دونوں ترجمے جرمن اہل زبان کے قلم سے نہیں ہیں۔ طویل عرصہ گزر جانے کے باوجود ہیننگ کے ترجمہ کی اثر انگیزی اپنی جگہ برقرار رہی۔ اس کے برخلاف ایک دوسرے قدآور جرمن مستشرق، روڈی پیریٹ Rudi Paret کا ترجمہ اپنا اثر ڈالنے میں ناکام رہا۔ اس نے اپنی عمر کا بیشتر حصہ ''قرآن کریم کے ایک ''سائنٹفک'' ترجمہ اور تشریح کی تیاری میں صرف کردیے۔ دونوں علیحدہ علیحدہ ۱۹۶۶ء میں طبع ہوئے۔ یہ امر باعث تعجب ہے کہ پیریٹ کا ترجمہ کوئی قابل ذکر اثر نہیں چھوڑ سکا۔

اس ترجمہ کی خامی یہ ہے کہ وہ عملاً پڑھنے کے قابل نہیں ہے، کیونکہ حواشی لکھنے کے بجائے، اس نے کیا یہ ہے کہ الفاظ یا پورا پیراگراف قوسین میں درج کیے ہیں، پھر مزید قوسین کو مربع قلابین کی نذر کیا ہے۔ اس طرح وہ مختلف ممکنہ معانی کا احاطہ کرنا چاہتا ہے۔ لیکن ایک عام قاری اس سے بالکل الجھ کر رہ جاتا ہے اور یہ سمجھنے لگتا ہے کہ اگر روڈی پیریٹ جیسا عظیم پروفیسر کسی ایک متعین مفہوم تک پہنچنے میں ناکام رہا تو بھلا اس کی کیا حیثیت کہ وہ خود کسی نتیجہ تک پہنچ سکے۔ مزید برآں، قرآن کے زورِ بیان اور اس کی ادبی جمالیات سے روڈی کا خشک، بے کیف اور کتابی ترجمہ یکسر خالی ہے۔

بات ہے تو عجب سی، لیکن امر واقعہ ہے کہ گو مستشرقین کے کیے ہوئے تراجمِ قرآنی اغلاط سے خالی نہیں، لیکن یہی کتنوں کے لیے دائرہ اسلام میں داخلہ کا سبب بنے۔ یہ کلام اللہ کا اعجاز ہی ہے کہ اس کی روشنی ان ناقص ترجموں کے باوجود، دلوں کو منور کرگئی۔ لیکن یہ کبھی نہیں سنا گیا کہ کوئی شخص روڈی پیریٹ کا ترجمہ ہضم کر لینے کے بعد اسلام لایا ہو۔

۱۹۸۶ء میں رسول کے ترجمہ کی اشاعت سے پہلے تک جرمن مسلمانوں کا کلی انحصار غیر مسلموں کے کیے ہوئے تراجم پر تھا۔ لیکن اب یہ غیر اطمینان بخش صورتحال، نہ صرف یہ کہ تبدیل ہو چکی ہے، بلکہ بہتر ہوگئی ہے۔ رسول کے ترجمہ اور میرے میکس ہیننگ کے اسلامیائے ہوئے ترجمہ (مطبوعہ ۱۹۹۸ء) کے علاوہ اب خود مسلمانوں کے قلم سے ہوئے، پانچ ترجمے یا تو دستیاب ہیں یا عنقریب دستیاب ہونے والے ہیں۔

ترجمہ کی ایک اجتماعی کوشش کا آغاز ۱۹۷۶ء میں ہوا اور تکمیل ۱۹۹۶ء میں ہوئی۔ (پانچ جرمن نژاد اور پانچ عرب

نژاد) دس خواتین پر مشتمل ایک ٹیم نے جس میں فاطمہ گریم (ہیرین) Fatima Grimm (Heeren) حلیمہ کرازین Halima Krausen اور ایوالشباصی Eva El-Shabassy شامل ہیں، قرآنی متن کے ساتھ ۳۰۵۷ صفحات پر مشتمل پانچ جلدوں میں ایک جرمن ترجمۂ قرآن شائع کیا۔ زبان کی روانی کے علاوہ اس ترجمہ کا امتیازی پہلو یہ ہے کہ اس میں شامل وسیع تشریحی حواشی عبداللہ یوسف علی، محمد اسد، قرطبی، سید قطب، عبدالماجد دریابادی، ابن کثیر، ابوالاعلی مودودی، سیوطی اور عبدالحمید صدیقی کی تفسیروں سے ماخوذ ہیں۔ گو کہ اس میں متصوفانہ یا شیعی تفاسیر سے استفادہ نہیں کیا گیا ہے، قاری کی رسائی مختلف تناظر سے ماخوذ قرآنی مفاہیم تک ہو جاتی ہے۔ البتہ اس تالیف کی سب سے بڑی خامی یہ ہے کہ اس میں غلطیاں بے انتہا ہیں، یہاں تک کہ طباعتی اغلاط کی بھرمار ہے۔ حالانکہ بیشتر کو دوسرے ایڈیشن کی طباعت کے وقت دور کیا جا سکتا تھا۔ امید ہے تیسرا ایڈیشن جو تیاری کے مرحلہ میں ہے، ان سے مبُرّا ہوگا۔

میونخ کے اسلامی مرکز سے وابستہ اور جرمن زبان میں شائع ہونے والے مجلّہ ''الاسلام'' کے مدیر، احمد وون ڈنفر (Ahmad Von Denffer) نے ۱۹۹۶ء میں عربی متن کے بغیر اپنا کیا ہوا جرمن ترجمۂ قرآن شائع کیا۔ ترجمہ کے ساتھ ساتھ طبری اور جلالین سے ماخوذ ایک مختصر تفسیر بھی اس میں شامل ہے۔ یہ ترجمہ، جس کا مقصد یہ ہے کہ (قرآنی پیغام) ہر جرمن گھر میں پہنچے، انتہائی ارزاں ہدیہ پر دستیاب ہے۔ چند ہی ماہ میں عربی متن کے ساتھ اس کا دوسرا ایڈیشن بھی منظر عام پر آ گیا۔

احمد ڈنفر کا ترجمہ قرآنی متن سے اتنا قریب ہے کہ انھوں نے ترجمہ کرتے وقت جرمن زبان کے معاملہ میں غیر معمولی تصرف سے کام لیا ہے۔ ان کے تصرف کو دیکھ کر کہا جا سکتا ہے کہ انھوں نے قرآن کا ترجمہ جرمن زبان سے زیادہ جرمن الفاظ میں کیا ہے۔ اس کاوش کا ایک قابل لحاظ پہلو یہ ہے کہ بعض کلیدی اصطلاحات والفاظ کا ان کا ترجمہ غیر روایتی، بلکہ خود ایجاد کردہ ہے۔ مثلاً سورہ اخلاص کی آیت "اللـه الصمد" کا ترجمہ یوں کیا ہے: ''اللہ، جو ہمیشہ موجود ہے'' اور آیت الکرسی میں "عرش" کا ترجمہ ''تپائی Stool'' سے کیا ہے۔

مختصراً یہ کہ ترجمہ اپنی نوعیت کا واحد ہے اور لسانی وفنی اعتبار سے اس قدر حدود سے متجاوز ہے کہ قرآنی مفاہیم کے ابلاغ کا مقصد شاید ہی اس سے پورا ہو سکے، وہ بھی غیر مسلم قاری کے لیے، بلکہ ہو سکتا ہے کہ کچھ کو شاید دور ہی کر دے۔ البتہ دوسری جانب اس کا نمایاں پہلو یہ ہے کہ جو مسلمان قرآنی عربی سیکھنا چاہیں، ان کے لیے یہ غیر معمولی طور پر مددگار ہوگا۔

فرینکفرٹ میں مسلم ایسوسی ایشن آف دی اسٹیٹ آف ہیسے کے سابق صدر، شامی نژاد عامر زیدان نے ۲۰۰۰ء میں اپنے قلم سے ایک جرمن ترجمۂ قرآن شائع کیا۔ اس کا امتیاز یہ ہے کہ مترجم نے قرآن کے کلیدی الفاظ، مثلاً

آیت، ایمان، دین، حج، حلال، حرام، مشرکین، منافقین، کافر، جنت، جہنم، جن، رزق، رکوع، قیام، سجود، طواف، امت، زبور اور زکوٰۃ وغیرہ کا ترجمہ نہ کرتے ہوئے انہیں علی حالہ باقی رکھا ہے۔ یہ طریقۂ کار انگلش کے ایک ترجمۂ قرآن میں بھی اپنایا گیا ہے۔ عبدالحق اور عائشہ بیولے نے ۱۹۹۹ء میں نارچ Norwich (انگلینڈ) سے اسی طرز پر اپنا ترجمۂ قرآن شائع کیا ہے۔ اس میں انھوں نے تقریباً پچاس قرآنی الفاظ کا ترجمہ نہ کر کے انہیں علی حالہ باقی رکھا ہے۔

اس رویہّ کے پسِ پشت یہ احساس کارفرما ہے کہ بعض قرآنی الفاظ (اپنے مزاج کے اعتبار سے) بطور خاص اتنے اسلامی ہیں کہ دیگر زبانوں میں ان کا متبادل ممکن ہی نہیں۔ دراصل اس کے پیچھے یہ خواہش کام کر رہی ہے کہ ان عربی الفاظ کو جرمن اور انگلش زبانوں میں بتدریج اسی طرح سمودیا جائے جیسے قرآن، خلیفہ، اسلام اور موذن جیسے الفاظ خود ان زبانوں کا حصہ بن چکے ہیں۔

اس اسلوب کے استعمال کی سفارش کی جانی چاہیے۔ خود سوچیے، الکافرون یا الکفار کا ترجمہ Unbeliever، زکوٰۃ کا Poor-tax اور دین کا ترجمہ Faith کرنا کس قدر غیر اطمینان بخش ہے۔ لیکن دوسری جانب اس طریق میں خامی یہ ہے کہ جہاں تک مسلمان قاری کا تعلق ہے تو وہ تو عربی الفاظ سے شناسائی کی بدولت زیدان کے ترجمہ سے استفادہ کر سکتا ہے، لیکن کسی (جرمن) نو وارد اسلام کے لیے یہ ترجمہ اس حد تک الجھنوں کا سبب بن سکتا ہے کہ کہیں قرآن فہمی ہی کی راہ میں رکاوٹ نہ بن جائے اور یہ احساس پیدا ہو کہ اسلام صرف غیر ملکیوں کا مذہب ہے۔ مزید خرابی یہ کہ اگر عربی الفاظ کو جوں کا توں رہنے دیا جائے تو خود مسلمانوں کو سیاق کے اعتبار سے ان کا مفہوم متعین کرنے میں دشواری پیش آئے گی۔ میرے خیال میں مترجم کی ذمہ داری ہونی چاہیے کہ وہ یکساں الفاظ کے مختلف مفاہیم سیاق کے اختلاف کے لحاظ سے متعین کرے اور حاشیہ میں اس تعین کے اسباب کی وضاحت کرے۔

زیدان کے ترجمہ کا ایک اور نمایاں وصف یہ ہے کہ دوسرے مترجمین کے برعکس وہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کا ترجمہ in the name of Allah نہیں کرتے ہیں، بلکہ With the name of Allah کرتے ہیں۔ وجہ یہ ہے کہ "in the name of Allah" سے یہ تاثر ابھرتا ہے کہ گویا مسلمان خدا کی جانب سے کلام کر رہے ہیں، یہ الفاظ دیگر وہ خدا کی جانب سے اس کے نمائندے بنا کر بھیجے گئے ہیں۔ جب کہ "with the name" کی تعبیر وضاحت کرتی ہے کہ مسلمان اللہ کا نام لے کر اس کی رحمت کا طلب گار ہوتا ہے۔ یہ انداز فرانسیسی زبان میں ہوئے ایک ترجمہ میں بھی موجود ہے، جس کے مترجم کا نام ہے، شیخ سی حمزہ بوبکیر۔

دو اور انتہائی قابل احترام مسلم شخصیتوں، جرمنی میں سنٹرل کونسل آف مسلمس کے، مکہ سے تعلق رکھنے والے سعودی نژاد طبیب ڈاکٹر ندیم الیاس اور عمان میں مقیم ایک جرمن عبداللہ بوبنہائیم Abdullah

Bubenheim نے مل کر قرآن کا ایک جرمن ترجمہ شائع کیا ہے۔ اس مشترکہ کوشش کا امتیاز یہ ہے کہ اس میں عام بول چال کی جرمن زبان استعمال کی گئی ہے جسے میرا ذوق تسلیم نہیں کرتا۔ محمد اسد، عبداللہ یوسف علی، محمد علی اور پکتھال کے ترجموں پر تنقید کی جاسکتی ہے کہ ان میں قدیم، صنائع بدائع سے بوجھل، تکلف آمیز یا بائبل کے انداز کی زبان استعمال کی گئی ہے یا کسی مترجم پر اعتراض کیا جاسکتا ہے کہ اس کی زبان انتہائی دقیق اور علمی ہے۔ لیکن کسی کو، ربانی کلام کی متانت کو پیش پا افتادہ دیسی زبان کی سطح پر لانے کی اجازت نہیں ہونی چاہیے۔

ایک اور جرمن مسلم، محمد امان ہربرٹ ہوبہوم Muhammad Aman Herbert Hobhom نے اپنا ترجمۂ قرآن عرصہ قبل مکمل کرلیا ہے۔ لیکن وہ اتنے منکسر المزاج اور احتیاط پسند ہیں کہ اسے شائع ہی نہیں کرنا چاہتے۔ ممکن ہے کہ اتنے سارے تراجم کی موجودگی میں اپنے ترجمۂ قرآن کی اشاعت کی وہ کوئی واقعی ضرورت نہ محسوس کرتے ہوں۔

خاتمہ: اب تک کی گفتگو سے واضح ہوا کہ ہر ذوق ومزاج کے لیے جرمن زبان میں قرآن کے تراجم موجود ہیں جن میں سے پانچ مسلمان اہلِ علم کے قلم سے ہیں۔ یہ تنوع مالا مال کرنے والا ہے جو ایک مسلمان قاری کو آمادہ کرتا ہے کہ وہ قرآن کا مطالعہ تکثیری سیاق میں کرے اور مختلف قدیم وجدید تناظر سے اس کا مطالعہ کرے۔ یہ بات بہرحال طے ہے کہ قرآن کے تمام امکانی مفاہیم کا مکمل احاطہ نہیں کیا جاسکتا ہے۔

۱۹۹۱ء کی دوسری جنگ خلیج کے بعد سے، جرمنی میں قرآنی تراجم زیادہ فروخت ہونے والی کتب Best Seller ہوگئے ہیں۔ اب ہر اوسط درجہ کی کتابوں کی دکان پر قرآنی تراجم کے نسخے ملیں گے۔ ۲۰۰۰ء میں ایک کیتھولک بک کلب نے میرے مرتب کیے ہوئے ترجمۂ قرآن کے پانچ ہزار نسخے خریدے۔ اس کے بعد اسی بک کلب کو اپنے لیے اس کی اشاعت کی اجازت دے دی گئی۔ ۱۱ستمبر ۲۰۰۱ء کے دنیا کو جھنجھوڑ دینے والے واقعات کے بعد، جس میں دونوں عالمی مرکزِ تجارت دہشت گردانہ حملوں کا نشانہ بنے، جرمن ترجمۂ قرآن کی مانگ میں ایک ہزار فی صد کا اضافہ ہوگیا۔ خود میرے اپنے ناشر نے مجھ سے کہا کہ بڑھتے ہوئے جذبۂ تجسس کے پیشِ نظر میں قرآن مجید کا ایک علاحدہ تعارف تیار کردوں۔

اس سیاق میں، عالم عیسائیت سے وابستہ زیادہ سے زیادہ افراد بالآخر اس حقیقت کا ادراک کرنے لگے ہیں کہ ان کے اپنے صحیفوں کے بالمقابل قرآن کا درجۂ استناد واعتبار بے حد فائق وممتاز ہے اور یہ کہ درحقیقت یہی تنہا غیر متنازع اور فی الواقع تسلیم شدہ مقدس کتاب ہے۔

اس باب میں مدینہ منورہ میں قائم شاہ فہد کمپلکس برائے طباعتِ قرآن مجید، کے حالیہ تعاون کو ابھی زیادہ نہیں قرار دیا جاسکتا ہے۔ انگلش اور فرانسیسی زبانوں کے برعکس، سعودی وزرات برائے اسلامی امور نے ابھی تک یہ نہیں

طے کیا ہے کہ وہ کس جرمن ترجمۂ قرآن کو شائع کرے۔ اس ضمن میں ۲۳ سے ۲۵ اپریل ۲۰۰۲ء میں جرمن تراجم قرآنی پر ہونے والی ایک کانفرنس میں فیصلہ کیا جائے گا۔

حواشی

(۱) قرآنی تراجم پر تفصیلی معلومات کے لیے ۱۹۸۶ء میں استنبول سے شائع شدہ World Bibliography of the Translations of the Holy Qur'an کا مطالعہ مفید ہوگا۔ اس میں ۱۵۱۵ء سے ۱۹۸۰ء تک کے عرصہ میں مختلف زبانوں میں کیے گئے قرآنی تراجم کا احاطہ کرنے کی کامیاب کوشش کی گئی ہے۔

(۲) مستشرقین نے یوروپین زبانوں میں قرآن کے تراجم اسی مقصد سے کیے۔ جن زبانوں میں دوسروں، حتی کہ خود مسلمانوں کے کیے ہوئے ترجمے موجود تھے، انہیں انھوں نے اپنے مقصد کی تکمیل کے لیے رومن انگلش میں تبدیل کیا۔ اس کی نمایاں مثال اردو میں شاہ عبدالقادر کا ترجمۂ قرآن ہے جو ۱۷۹۰ء میں شائع ہوا تھا۔ دو عیسائی مبلغین کے مشترکہ تعاون سے رومن انگلش میں اس کا ترجمہ پہلے ۱۸۴۴ء میں الہ آباد مشن پریس نے تنقیدی نوٹس کے ساتھ شائع کیا، بعد میں لدھیانہ مشن پریس نے ۱۸۷۶ء میں نوٹس کے بغیر شائع کیا۔ اس کی اشاعت کا مقصد یہ تھا کہ اس سے عیسائی مبلغین کو اپنے مشن کی تبلیغ میں مدد مل سکے گی اور وہ قرآن کے اقتباسات، اس بامحاورہ اردو ترجمہ سے پیش کرسکیں گے جو خود مسلمانوں میں معتبر ہے۔ مزید تفصیل کے لیے دیکھیے The Quran: Translated into urud Language by Shah Abdul Qadir with a Preface and introduction in English by Rev. T.P.Hughes, and an Index by Rev. E.M.Wherry, Lodiana: The mission Press, 1876, The Preface. (مترجم)

(۳) لسانیات کی ایک جرمن خاتون پروفیسر ڈاکٹر کیتھرینا موسین (Katharina Mommsen) جو گوئٹے کی ماہر اور کیلیفورنیا کی اسٹینفورڈ یونی ورسٹی میں استاد ہیں، اپنی جرمن تصنیف "گوئٹے اور عالم عرب" (مطبوعہ فرینکفرٹ ۲۰۰۱ء، تیسرا ایڈیشن) میں ثابت کیا ہے کہ گوئٹے اسلام کا اور بالخصوص قرآن کا مداح تھا۔

(۴) معروف یہودی نژاد جرمن مستشرقہ، جن کا میدانِ اختصاص تصوف، بالخصوص سندھ کے صوفی شاعر شاہ عبداللطیف بھٹائی کا عارفانہ کلام ہے، نیز برصغیر کی کئی زبانوں پر دسترس رکھتی ہیں۔ موصوفہ ہاورڈ یونی ورسٹی میں اسلامیات کی پروفیسر ہیں۔ (مترجم)

رزق کی کنجی کثرت استغفار

امام قرطبیؒ فرماتے ہیں کہ حضرت حسن بصریؒ کے پاس ایک شخص آیا اور قحط سالی کی شکایت کی۔ حضرت نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہوں کی معافی مانگو"۔ دوسرے شخص نے غربت وافلاس کی شکایت کی۔ حضرت نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہوں کی معافی مانگو"۔ تیسرے شخص نے نرینہ اولاد کے لیے دعا کی درخواست کی تو حضرت نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہوں کی معافی مانگو"۔ چوتھے شخص نے اپنے باغ کی خشک سالی کا شکوہ کیا تو حضرت نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہوں کی معافی مانگو"۔ لوگوں نے حضرت سے پوچھا کہ آپ نے چار مختلف شکایتوں پر ایک ہی بات کا حکم دیا تو آپ نے فرمایا: "میں نے اپنی طرف سے کوئی بات نہیں بتائی بلکہ اللہ پاک نے اس طرح کرنے پر ان انعامات کا وعدہ فرمایا ہے، پھر یہ آیت پڑھی: ترجمہ: اور اپنے رب سے اپنے گناہوں کی معافی طلب کرو بے شک وہ بڑا بخشنے والا ہے۔ آسمان سے تم پر موسلا دھار بارش برسائے گا اور تمہارے مالوں اور اولاد میں اضافہ کرے گا اور تمہارے لیے باغ اور نہریں بنائے گا۔ (سورہ نوح)